

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا
فضائلِ حسنینِ کریمینِ

ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں
ہونے والا سنتوں بھرا بیان

www.sirat-e-mustaqeem.com



فضائل حسنین کریمین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

جنت کا راستہ:

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رَضَوِی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمْ الْعَالِیَہ اپنے رسالے ضیائے دُرود و سلام میں فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نقل فرماتے ہیں: "جو شخص مجھ پر دُرود پاک پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔"

(مجمع الزوائد، ج ۱۰، ص ۲۵۵، الحدیث ۱۷۳۰۷، دار الفکر بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حصولِ ثواب کی خاطر بیانِ سننے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیتے ہیں۔ فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”نَبِئَةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عِبَلِه“ مُسْلِمَان کی نیت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ج ۶ ص ۱۸۵ حدیث ۵۹۴۲)

دو مَدَنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

بیانِ سننے کی نیتیں:

* نگاہیں نیچی کیے خوب کان لگا کر بیانِ سنوں گا * ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے علمِ دین کی تعظیم کی خاطر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گا * ضرورتاً سمٹ سرک کر دوسرے کے

لیے جگہ کشادہ کروں گا * دھکا وغیرہ لگا تو صبر کروں گا، گھورنے، جھڑکنے اور الجھنے سے بچوں گا * صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ، اُذْكُرُوا اللَّهَ، تُبَوِّأُوا إِلَى اللَّهِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صد لگانے والوں کی دل جوئی کیلئے بلند آواز سے جواب دوں گا * بیان کے بعد خود آگے بڑھ کر سلام و مصافحہ اور انفرادی کوشش کروں گا۔

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

بیان کرنے کی نیتیں:

میں بھی نیت کرتا ہوں * اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا پانے اور ثواب کمانے کے لئے بیان کروں

گا * دیکھ کر بیان کروں گا * پارہ 14، سورۃ النَّحْلِ، آیت 125: اُدْعُوا إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ (ترجمہ کنز الایمان: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے) اور بخاری شریف (حدیث 4361) میں وارد اس فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً۔ یعنی ”پہنچا دو میری طرف سے

اگرچہ ایک ہی آیت ہو“ میں دیئے ہوئے احکام کی پیروی کروں گا * نیکی کا حکم دوں گا

اور بُرائی سے منع کروں گا * اشعار پڑھتے نیز عربی، انگریزی اور مشکل الفاظ بولتے

وقت دل کے اخلاص پر توجہ رکھوں گا یعنی اپنی علمیّت کی دھاک بٹھانی مقصود ہوئی تو

بولنے سے بچوں گا * مدنی قافلے، مدنی انعامات، نیز علاقائی دورہ، برائے نیکی کی دعوت

وغیرہ کی رغبت دلاؤں گا * تہقہہ لگانے اور لگوانے سے بچوں گا * نظر کی حفاظت کا

ذہن بنانے کی خاطر حتیٰ الامکان نگاہیں نیچی رکھوں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کے مدنی پھول:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج میں آپ کے سامنے حسنینِ کریمین یعنی حضرت سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی سیرت سے متعلق چند مدنی پھول پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔ سب سے پہلے ایک واقعہ بیان کروں گا کہ جس میں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ان شہزادوں سے محبت کا علم ہوگا، اس کے بعد ان کے نام مع کنیت و القاب اور نام رکھنے کا واقعہ بھی سنیں گے۔ پھر میں آپ کو حسنینِ کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی شان و عظمت پر چند فرامینِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور ان کے بچپن میں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تربیت کا انداز بھی بیان کروں گا۔ پھر دونوں شہزادوں رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی سخاوت، خیر خواہی اُمت اور علم و حکمت سے متعلق واقعات بھی آپ کے گوش گزار کرنے کے سعادت حاصل کروں گا۔ پھر آخر میں زیارتِ قبور کی سنتیں اور آداب بھی بیان کروں گا۔ آئیے سب سے پہلے میں آپ کو بارگاہِ امام حسین، شہزادہ کونین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ میں پیش کردہ ایک استغاثہ جو کہ امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کے مجموعہ کلام و سائلِ بخشش صفحہ 586 تا 588 پر ہے، اس کے چند اشعار پیش کرتا ہوں، پھر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حسنینِ کریمین رَضِیَ اللہُ

تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مَحَبَّت کی ایک حسین جھلک پر مشتمل ایک پیاری پیاری روایت پیش کرتا ہوں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

یا شہیدِ کربلا فریاد ہے نورِ چشمِ فاطمہ فریاد ہے

مجھ کو دیوانہ مدینے کا بنا نورِ چشمِ مصطفیٰ فریاد ہے

میں نکمّا ہوں نعمتے کو نبھا کون ہے تیرے سوا فریاد ہے

نفس و شیطان کی پکڑ میں آگیا زورِ عصیاں بڑھ چلا فریاد ہے

دے علی اصغر کا صدقہ سرورا پیکرِ جود و سخا فریاد ہے

یا حسینِ اسلامی بہنوں کو بنا پیکرِ شرم و حیا فریاد ہے

چھاگئی دل پر خزاں پیارے حسین! دے بہارِ جانِ فزا فریاد ہے

دین کی خدمت کا جذبہ دیجئے صدقہ نانا جان کا فریاد ہے

کاش! ہو جاؤں مدینے میں شہید آپ فرمادیں دعا فریاد ہے

حال ہے بے حال شاہِ کربلا آپ کے عطار کا فریاد ہے

فضائل حسنین کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

حضرت سَیدُنا ابُو بَرِّیدہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم، رَءُوفٌ رَحِیمٌ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمیں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، اسی دوران حضرت سیدنا امام حَسَن اور سیدنا امام حُسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا تشریف لائے، انہوں نے سُرخ رنگ کی قمیصیں پہنی ہوئی تھیں اور صِغر سنی (بچپن) کی وجہ سے گرتے پڑتے چلے آ رہے تھے، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب انہیں دیکھا تو مُنبر سے نیچے تشریف لے آئے، دونوں شہزادوں کو اُٹھایا اور اپنے سامنے بٹھالیا، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد سچ ہے، اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَةٌ، ترجمہ کنز الایمان: تمہارے مال اور تمہارے بچے جانچ ہی ہیں۔ (پ ۲۸، التباہن ۱۵) میں نے ان بچوں کو دیکھا کہ گرتے پڑتے آ رہے ہیں تو مجھ سے صَبْر نہ ہو سکا، حتیٰ کہ میں نے اپنی بات کاٹ کر انہیں اُٹھالیا۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

اُن دو کا صدقہ جن کو کہا میرے پھول ہیں

کیجئے رضا کو حشر میں خنداں مثالِ گل

شعر کی تشریح: اس شعر میں مکے مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّم اور صحابہ و اہل بیت علیہم الرضوان کے سچے عاشق، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ

الرحمن، بارگاہ رسالت میں عرض کر رہے ہیں کہ اے آقا! وہ حسن و حسین، حسنین

کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنہیں آپ نے فرمایا کہ دونوں میرے پھول ہیں، ان کا

صدقہ، ان کا واسطہ رضا کو بروز قیامت پھول کی طرح مُسکراتا رکھیے گا۔

حکیمُ الْأُمّت، مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الْحَمَّانِ اس حدیثِ پاک کے تحت ارشاد فرماتے ہیں: خیال رہے کہ اس موقع پر حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حاضرین میں سے کسی سے نہ منگایا، نہ کسی اور کی گود میں بٹھایا، بلکہ خود مُنبر شریف سے اتر کر خطبہ چھوڑ کر بچوں کے پاس گئے، انہیں اُٹھا کر لائے اپنے برابر بٹھایا، یہ ہے حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی انتہائی مَحَبَّت ان دونوں سے۔ اور اس آیتِ کریمہ میں "فِتْنَةً" بمعنی آفت یا مصیبت نہیں بلکہ محنت یا آزمائش ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ مومن کو ثواب دیتا ہے۔ اور حضراتِ حسنین کریمین (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا) کے لیے خطبہ قطع کرنا حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خُصُوصِیَّت ہے۔ نہ تو ہم کو جائز ہے کہ ہم اپنے بچوں کے لیے خطبہ جمعہ چھوڑیں یا توڑیں نہ حضرت علی وفاطمہ زہرا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو جائز تھا کہ انہیں صاحبزادوں کے لیے خطبہ یا نماز چھوڑیں۔ (مرآۃ المناجیح)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حدیثِ پاک میں بیان کردہ واقعے سے معلوم ہوا کہ حضورِ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضراتِ حسنین کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے کس قدر مَحَبَّت فرماتے تھے کہ خطبہ چھوڑ کر مُنبر شریف سے نیچے تشریف لائے اور دونوں شہزادوں کو اُٹھا کر اپنے پاس بٹھالیا۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی احادیثِ مبارکہ سے حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دونوں شہزادوں سے مَحَبَّت کا ثبوت ملتا ہے کبھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم انہیں اپنے سینہ مبارک سے چمٹا لیتے تو کبھی بطورِ شَفَقَت پیشانی کا بوسہ

فضائل حسنین کریمین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا

لیتے۔ کبھی اپنے مبارک کندھوں پر بٹھالیا کرتے اور فرماتے جو شخص ان دونوں سے مَحَبَّت کرتا ہے وہ میرا محبوب ہے۔ آئیے ان حضرات کی محبت کو اپنے دل میں مزید پُختہ کرنے اور ان کی سیرت و کردار پر عمل کرنے کی نیت سے ان کا ذکرِ خیر سنتے ہیں۔

نام و کنیت اور القاب:

ان دونوں میں بڑے شہزادے حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہیں۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی کنیت "ابو محمد" ہے۔ اور لقب "تقی و سید" جبکہ عرف "سبطِ رَسُولِ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" اور "سبطِ اکبر" ہے۔ آپ کو "رِیْحَانَةُ الرَّسُولِ" بھی کہتے ہیں۔ آپ جَنَّت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ولادت مبارکہ 15 رَمَضَانُ المبارک 3ھ کی شب میں مدینہ طیبہ رَاَدَہَا اللہُ شَرَفًا وَ تَعْظِیْمًا میں ہوئی۔ حُضُورِ سَیِّدِ عَالَمِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ساتویں روز آپ کا عقیقہ کیا اور بالِ جَد اکیس گئے اور حکم دیا کہ بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی جائے۔ (تاریخ الخلفاء، باب الحسن بن علی بن ابی طالب، ص ۱۴۹ و

روضة الشهداء (مترجم)، باب ششم، ج ۱، ص ۳۹۶)

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا نام امامُ الانبیاء، سَیِّدُ الاسْخِیَاء صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے رکھا۔ مکمل واقعہ کچھ یوں ہے کہ حضرت سَیِّدُنَا اسماء بنتِ عُمَیس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہَا نے بارگاہِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں حضرت سَیِّدُنَا امام حسن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ کی ولادت کا مُژدہ پہنچایا۔ (تو) حُضُورِ پُر نُوْر، شافعِ یَوْمِ النُّشُور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّمَ تَشْرِيفَ لَائِے اور فرمایا کہ اسماء میرے فرزند کو لاؤ، حضرت اسماء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے (امام حسن کو) ایک کپڑے میں (لپیٹ کر) حُضُورِ سَيِّدِ عَالَمِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر کیا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے داہنے کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر فرمائی اور حضرت سَيِّدُنا مولیٰ عَلِیُّ الْمُرْتَضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالَى وَجْہُہُ الْکَرِیْم سے دریافت فرمایا: تم نے اس فرزندِ اَرْجَمند کا کیا نام رکھا ہے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میری کیا مجال کہ بے اِذْن وَاِجَازت نام رکھنے پر سَبَقَتْ کرتا لیکن اب جو دریافت فرمایا ہے تو میرا خیال ہے "حَرْب" نام رکھا جائے، باقی حُضُورِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مُخْتار ہیں۔ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کا نام حَسَن رکھا۔ (سوانح کربلا ص ۹۲ ملخصاً) جبکہ ایک روایت میں یہ ہے کہ حُضُورِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انتظار فرمایا، یہاں تک کہ حضرت سَيِّدِنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام حاضر ہوئے اور اُنہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت عَلِیُّ مَرْتَضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالَى وَجْہُہُ الْکَرِیْم کو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں وہ قُرب حاصل ہے جو حضرت سَيِّدِنا ہارون عَلٰی نَبِیْنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو درگاہِ حضرت موسٰی عَلٰی نَبِیْنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں تھا۔ مُنَاسِب ہے کہ اس فرزندِ سَعَادت مند کا نام فرزندِ حضرت ہارون عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے نام پر رکھا جائے۔ حُضُورِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کا نام دریافت فرمایا۔ عرض کی: شَبَّر، ارشاد فرمایا: اے جبریل! لُعْتُ عَرَب میں اس کے کیا معنی ہیں، عرض کی: حَسَن، تو آپ کا نام حَسَن رکھا گیا۔ (روضۃ الشہداء (مترجم)، باب ششم، ج ۱، ص ۳۹۷-۳۹۸ ملخصاً)

فضائل حسنین کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

آپ کے چھوٹے بھائی سید الشہداء، راکب دوشِ مُصطفیٰ حضرت سیدنا امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ولادت 5 شعبان المعظم سن 4 ھ کو مدینہ مُنَوَّرہ رَاَدَا اللہُ شَرَفَا د تَعَطُّیًا میں ہوئی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا نام حُضُور پر نور، شافعِ یومِ النُّشُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے "حُوسین" اور "شُبیر" رکھا جبکہ آپ کی کُنیت "ابو عبد اللہ" اور آپ کا لقب بھی "سَبِطُ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" اور "رِیْحَانَةُ الرَّسُوْلِ" ہے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے برادرِ مُعْظَم کی طرح آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

(اسد الغابۃ، باب الحاء والحسین، ۱۱۷۳۔ الحسین بن علی، ص ۲۵، ۲۶ ملتقطاً وسیر اعلام النبلاء، ۲۷۰۔ الحسین الشہید... الخ، ج ۴، ص ۴۰۲-۴۰۳)

منقول ہے کہ جب حضرت سیدتنا فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے ہاں امامِ عالی مقام سیدنا امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ولادتِ باسعادت ہوئی تو سیدِ عالم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت سیدتنا فاطمہ الزہرا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا میرے بیٹے، میرے جگر کے ٹکڑے کو میرے پاس لاؤ۔ تو امامِ عالی مقام کو ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں اپنی گود میں لیا اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دائیں کان میں اذان کہی اور بائیں کان میں تکبیر کہی اور اپنا لعابِ اقدس انکے منہ میں ڈالا اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے حق میں دُعا فرمائی اور حکم دیا کہ ساتویں روز ان کا

عقیقہ کرو، اور بالوں کو اُتار کر اس کے وزن کے برابر چاندی خیرات کر دو۔ چنانچہ ساتویں روز یہ عمل کیا گیا۔ (کنز العمال، ج ۸، حصہ ۱۶، ص ۲۵۲، ج ۴۵۹۹۳)

کیا بات رضاؑ اس چمنستانِ کرم کی

زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

شعر کی تشریح: مکے مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابہ و

اہل بیت علیہم الرضوان کے سچے عاشق، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے اس شعر کا یہ خلاصہ ہے کہ "اے رضاؑ! اُس کرم کے باغ کی کیا بات ہے کہ جس باغ میں کلی ہیں، شہزادی کونین، اُمُّ الحسین، خاتونِ جنت، سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ اور اُس کرم کے باغ کے پھول ہیں، رسولِ پاک، صاحبِ لولاک سیاحِ افلاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نواسے سید الاسخفاء امام حسن مجتبیٰ اور شہزادہ کونین، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

اُمُّ الْمُؤْمِنین حضرت سَیِّدَتُنَا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سَیِّدُنَا امام حسن اور امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی پیدائش کے ساتویں دن ان کی طرف سے دو دو بکریاں عقیقہ میں ذبح فرمائیں۔ (مصنف عبد الرزاق، باب العقیقہ، ۴/۳۳۰، حدیث: ۷۹۶۳)

عقیقہ کب کرنا چاہیے؟:

فضائل حسنین کریمین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالے ”عقیقہ کے بارے میں سوال جواب“ میں ”فتاویٰ رضویہ“ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں: میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: عقیقہ ولادت کے ساتویں روز سُنت ہے اور یہی افضل ہے، ورنہ چودھویں، ورنہ اکیسویں دن۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۵۸۶) صدر الشریعہ، بدر الطریقہ، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَعْلٰی فرماتے ہیں: عقیقہ کیلئے ساتواں دن بہتر ہے اور اگر ساتویں دن نہ کر سکیں تو جب چاہیں کر سکتے ہیں، سُنت ادا ہو جائے گی۔ بعض نے یہ کہا کہ ساتویں یا چودھویں یا اکیسویں دن یعنی سات دن کا لحاظ رکھا جائے یہ بہتر ہے اور یاد نہ رہے تو یہ کرے کہ جس دن بچہ پیدا ہو اُس دن کو یاد رکھیں، اُس سے ایک دن پہلے والا دن جب آئے تو وہ ساتواں ہوگا، مثلاً جُمعہ کو پیدا ہوا تو جمعرات ساتواں دن ہے اور سنچر (یعنی ہفتے) کو پیدا ہوا تو ساتواں دن جُمعہ ہوگا پہلی صورت میں جس جمعرات کو اور دوسری صورت میں جس جُمعہ کو عقیقہ کرے گا اس میں ساتویں دن کا حساب ضرور آئے گا۔ (بہار شریعت ج ۳ ص ۳۵۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حضراتِ حسنین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا احادیث کی روشنی میں:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نبی کریم، رُفَّ رَحِمَ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اہلبیت

کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے بے حد محبت تھی اور ان میں سے سب سے زیادہ محبوب ترین حضرت

سَیِّدُنا امام حسن اور سَیِّدُنا امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا تھے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مختلف مواقع پر ان حضرات کی شان و عظمت کو بیان فرمایا۔ آئیے "حسنین" کے پانچ حُرُوف کی نسبت سے ان کی عظمت و شان پر پانچ فرامینِ مُصطفٰی سنئے ہیں۔

(1):۔ هُبَا رِيْحَاتِنَا مِنْ الدُّنْيَا یعنی حسن و حسین (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا) دُنیا میں میرے دو پھول ہیں۔ (بخاری، کتاب الادب، باب رحمة الولد و تقبیلہ و معانقہ، ۴۳۴/۳، حدیث: ۵۵۳۵)

(2):۔ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ یعنی حسن اور حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا جَنَّتِیٰ نوجوانوں کے سردار ہیں۔ (ابن ماجہ)

(3):۔ امیر المؤمنین حضرت سَیِّدُنا عُمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سَیِّدُنا امام حسن اور حضرت سَیِّدُنا امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو پیارے آقا، میٹھے میٹھے مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کندھوں پر سوار دیکھا تو کہا: آپ دونوں کی سواری کیسی شاندار ہے؟ تو شہنشاہِ اُمم، تاجدارِ حرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اور سوار بھی تو کیسے لاجواب ہیں۔ (تاریخ دمشق، ج ۱۲، ص ۱۶۲)

(4):۔ مَنْ أَحَبَّہُمَا فَقَدْ أَحَبَّنِیْ وَمَنْ أَبْغَضَہُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِیْ، یعنی جس نے ان دونوں سے مَحَبَّت کی اس نے مجھ سے مَحَبَّت کی اور جس نے ان سے عداوت کی اس نے مجھ سے عداوت کی۔ (ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فی فضائل اصحاب رسول اللہ، ۹۶/۱، حدیث: ۱۴۳)

(5) حسن کے لیے میری ہیبت و سیادت اور حسین کے لیے میری جُرأت و سخاوت ہے۔ (کنز العمال ج ۵، ص ۱۱۰)

فضائل حسنین کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

اسی شَفَقَت و مَحَبَّت کے سبب دونوں شہزادے اکثر اوقات رسول اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس رہا کرتے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کے رونے کی آواز سُن کر پریشان ہو جاتے۔ حضرت سَیِّدُنَا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ ایک سفر میں نکلے، ابھی کچھ ہی راستہ طے کیا تھا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (حضرات) حَسَن و حُسَیْن (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا) کے رونے کی آواز سنی اور دونوں اپنی والدہ ماجدہ (سَیِّدہ فاطمہ الزہرا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کے پاس ہی تھے، سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کے رونے کی آواز سُن کر بے قرار ہو گئے اور تیزی سے ان کے پاس پہنچے اور سیدہ فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے فرمایا، میرے بیٹوں کو کیا ہوا؟ حضرت سَیِّدَتُنَا فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے عرض کی: انہیں سُختِ پیاس لگی ہے، حُضُورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پانی لینے کے لیے مشکیزے کی طرف بڑھے مگر اس میں پانی موجود نہیں تھا۔ ان دنوں پانی کی سُخت قَلَّت اور شدید حاجت تھی، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آواز دی، کیا کسی کے پاس پانی ہے؟ ہر ایک نے کجاووں سے لٹکتے ہوئے مشکیزوں میں پانی دیکھا مگر پانی کا ایک قطرہ تک نہ ملا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سَیِّدَتُنَا فاطمہ الزہرا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے فرمایا: ایک بچہ مجھے دو، سیدہ فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے ایک بچے کو پردے کے نیچے سے دے دیا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پکڑ کر اپنے سینے سے لگا لیا مگر وہ پیاس کی وجہ سے مُسلسل روتے رہے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے مُنہ میں اپنی زبان مُبارک ڈال دی وہ اسے چوسنے لگے حتیٰ کہ سیراب ہو گئے، (حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ

تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ) میں نے دوبارہ اس کے رونے کی آواز نہ سنی، جبکہ دوسرے شہزادے مسلسل رورہے تھے، حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: دوسرے کو بھی مجھے دو، حضرت سَیِّدُ ثَنَا فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے دوسرے کو بھی حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حوالے کر دیا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے ساتھ بھی وہی معاملہ فرمایا، (یعنی اس کے مُنہ میں بھی اپنی مبارک زبان ڈال دی تو وہ بھی سیراب ہو کر خاموش ہو گئے) اس کے بعد وہ دونوں ایسے خاموش ہو گئے کہ دوبارہ ان کے رونے کی آواز نہ سنی۔

مجمع الزوائد، خصائص کبریٰ (المعجم الکبیر، ۵۰/۳، حدیث: ۲۶۵۶)

اُن دو کا صدقہ جن کو کہا میرے پھول ہیں
کیجے رضا کو حشر میں خنداں مثالِ گل

شہزادگان کا بچپن:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ سَیِّدِ عالم، نُورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دونوں شہزادوں سے کس قدر رَحْمَت فرماتے کہ ان کے رونے کی آواز سن کر پریشان ہو گئے اور پانی کی قَلَّت کے سبب پیاس کی شِدَّت سے بلکتے ہوئے دونوں شہزادوں کے مُنہ میں اپنی زبانِ مبارک ڈال کر انہیں سیراب فرمادیا۔ اسی شَفَقَت و رَحْمَت بھرے انداز سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وقتاً فوقتاً ان کی تربیت بھی فرمایا کرتے۔ حضرت سَیِّدُ نَابِیِ الْخَوَرَاءِ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حَسَن بن علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے کہا کہ آپ کو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کونسی

فضائل حسنین کریمین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا

بات یاد ہے؟ تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ارشاد فرمایا: مجھے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یہ بات یاد ہے کہ میں نے صدقہ کے کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھا کر منہ میں ڈال لی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرے منہ سے وہ کھجور نکالی اور اس کے جو اجزاء میرے منہ میں رہ گئے تھے وہ بھی نکلوائے اور انہیں صدقے کے کھجوروں میں واپس رکھ دیا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اگر ایک کھجور انہوں نے اٹھالی تو اس میں کیا حرج ہے؟ تو میرے پیارے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہم آلِ محمد کیلئے صدقے کا مال حلال نہیں ہے۔ اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرمایا کرتے تھے جس میں تمہیں شُبہ ہو اس کو چھوڑ کر اس کی طرف جاؤ جس میں تمہیں شُبہ نہ ہو۔ کیوں کہ سچ میں اطمینان ہوتا ہے اور جھوٹ میں شک و شُبہ ہوتا ہے۔ (اسد الغابہ، ص ۱۶-۱۷ مختصراً)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کردہ حدیثِ پاک میں رسولِ اکرم، نبی محتشم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے پیارے نواسے حضرت سیدنا امام حسن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی کیسی پیاری تربیت فرمائی کہ صدقہ کی دی ہوئی کھجور ان سے واپس لے لی اور تربیت کرتے ہوئے یہ ارشاد بھی فرمادیا کہ ہم آلِ محمد کیلئے صدقے کا مال حلال نہیں ہے۔ اس روایت سے ہمیں بھی یہ مدنی پھول ملا کہ بچوں کی تربیت ابتدائی عُمر سے ہی کرنی چاہیے۔ عموماً دیکھا جاتا ہے کہ والدین بچے کی تربیت کا صحیح طرح حق ادا نہیں کرتے اور بچپن میں اچھے بُرے کی تمیز نہیں سکھاتے اور جب وہی اولاد بڑی

ہو جاتی ہے تو پھر ایسے والدین اپنی اولاد کی نافرمانی کا رونا روتے نظر آتے ہیں۔ لہذا ہر ماں باپ کو چاہیے کہ بچپن میں ہی اپنی اولاد کی صحیح تربیت کریں۔ بچہ سمجھ کر انہیں چھوٹ نہ دیں، اور نہ ہی یہ کہہ کر ان کی تربیت کو نظر انداز کریں کہ ابھی تو بچہ ہے جب بڑا ہو گا تو خود سمجھ جائے گا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو اپنی اولاد کی صحیح اور اسلامی طریقوں کے مطابق تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

امین بجاۃ النبی الامین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم
 اولاد کی صحیح تربیت کرنے سے متعلق مفید معلومات کے حُصُول کیلئے دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب ”تربیتِ اولاد“ ہدیہ حاصل کیجئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہم شکل:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضور نبی کریم، روفِ رَجِیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دونوں نواسے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مُشَابَہ تھے، حضرت سیدنا عَلِیُّ الْمُرْتَضٰی، شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: جس کی یہ خواہش ہو کہ وہ ایسی ہستی کو دیکھے جو چہرے سے گردن تک سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سب سے زیادہ مُشَابَہ ہو وہ حَسَن بن علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دیکھ لے اور جس کی یہ خواہش ہو کہ ایسی ہستی کو دیکھے جو گردن سے ٹخنے تک رَنگ و صورت میں نبی کریم کے سب سے زیادہ مُشَابَہ ہو وہ حُسَین بن علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دیکھ لے۔“

فضائل حسنین کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

(معجم الکبیر، الحسین بن علی بن ابی طالب، ۳/۹۵، حدیث: ۲۷۶۸)

اعلیٰ حضرت مُجَدِّدِ دین و ملت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں:

مَعْدُوم نہ تھا سایہ شاہِ ثقلین
اس نور کی جلوہ گہ تھی ذاتِ حسنین
تمثیل نے اس سائے کے دو حصے کیے
آدھے سے حسن بنے آدھے سے حسین

شعر کی تشریح: مکے مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابہ و اہل بیت علیہم الرضوان کے سچے عاشق، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کی اس رُباعی کا خلاصہ یہ ہے کہ "اگرچہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جسمِ منور کا سایہ پاک سورج کی دھوپ اور چاند کی روشنی میں زمین پر نہ پڑتا تھا، مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سایہ دار نہ تھے بلکہ آپ ایسے سایہ دار تھے کہ جب آپ کے فیض کا سایہ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر پڑا تو کمر سے سر تک بڑے شہزادے سید الاسحیاء، امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حبیبِ کبریا، سید الانبیاء صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مشابے ہو گئے اور شہزادہ کو نین، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نچلا مبارک حصہ، نانا جان، محبوبِ رحمن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مشابے ہو گیا اور جب دونوں شہزادوں کو اکٹھا کھڑا کیا جاتا تو پیکرِ نور، ہمارے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پوری مبارک تصویر بن جاتی۔"

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حَسَنِ کریمین کی سخاوت:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضراتِ حَسَنِ کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا جہاں شکل و صورت میں مُشابہت رکھتے تھے وہیں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آغوشِ رحمت سے تربیت پانے کی بَرَکت سے سیرت و کردار میں بھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیروی کیا کرتے۔ یہ میٹھے میٹھے آقا، تاجدارِ انبیاء صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فیض تھا کہ دونوں شہزادے رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا راہِ خدا میں دل کھول کر خرچ کرتے اور غریبوں اور محتاجوں کی حاجت روائی فرماتے۔

امام حَسَنِ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی جُود و سخا:

لفظ "حسن" کے تین حُرُوف کی نسبت سے امامِ عالی مقام، حضرت سَیِّدُنا امام حَسَنِ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی تین واقعات سُنتے ہیں۔

1- منقول ہے کہ ایک مرتبہ امامِ عالی مقام حضرت سَیِّدُنا امام حَسَنِ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے پاس ایک شخص کی آواز سنی کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دس ہزار درہم کا سوال کر رہا ہے۔ تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ یہ سُنتے ہی گھر تشریف لے گئے اور دس ہزار درہم اس کے پاس بھجوا دیئے۔ (تاریخ دمشق ج ۱۳ ص ۲۴۵)

فضائل حسنین کریمین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا

2- ایک شخص آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور تنگدستی کی شکایت کی تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اسے ایک لاکھ درہم عنایت فرمادیئے۔ (تاریخ دمشق ج ۱۳ ص ۲۴۵ ملخصاً)

3- ایک مرتبہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی خدمت میں ایک شخص نے اپنی تنگدستی، ناداری، فقر و فاقہ کا حال بیان کیا۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنے عامل کو بلایا اور فرمایا پچاس ہزار اشرفیاں ان کو دے دیجئے۔ (طبقات کبریٰ) حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سَیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِی اس کے بعد یہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ اس شخص سے پچاس ہزار اشرفیاں اٹھائی نہ گئیں تو اس نے مزدور بلایا۔ وہ شخص جب دو مزدور لایا تو امام حسن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے دونوں مزدوروں کی اجرت بھی دے دی۔ غلاموں نے عرض کی کہ حضور اب تو ہمارے پاس ایک اشرفی بھی نہیں بچی۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں اجر بھی ملے گا اور زیادہ ملے گا۔ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۳۰۶ ملخصاً)

حسنِ مجتبیٰ سَیِّدُ الْاَسْخِیَاء

راکبِ دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام

شعر کی تشریح: مکے مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابہ و اہل بیت علیہم الرضوان کے سچے عاشق، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے مشہور عالم "سلام رضا" کے اس شعر کا خلاصہ یہ ہے کہ "امام حسن مجتبیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ سخیوں کے سردار ہیں اور نبی رحمت، شفیعُ اُمّت صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عزت والے کندھے کے سوار ہیں۔"

امام حسین رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی فیاضی:

حضرت سَیِّدُنا داتا گنج بخش رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اٰبِیْنِی مشہور و معروف کتاب ”کشف المحجوب“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت سَیِّدنا امام حُوسین رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ایک آدمی نے سوال کیا، آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ! ہمارا وظیفہ آنے والا ہے، جیسے ہی وظیفہ پہنچے گا آپ کو دے دیا جائے گا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ حضرت سَیِّدنا امیر معاویہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی طرف سے ایک ایک ہزار دینار کی پانچ تھیلیاں پہنچ گئیں۔ تھیلیاں پہنچانے والوں نے عرض کیا کہ حضرت سَیِّدنا امیر معاویہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے مَعذرت کی ہے کہ یہ تھوڑی سی رقم ہے، اسے قبول فرمائیں، سَیِّدنا امام حسین رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ساری رقم اس غریب آدمی کے حوالے کر دی اور اس سے مَعذرت چاہی۔ (کشف المحجوب ص ۷۷)

حضرت سَیِّدنا عَمْرُو رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سَیِّدنا امام عالی مقام امام حُوسین رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس ان کی اہلیہ یہ پیغام لے کر گئیں کہ ”ہم نے آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے لیے لذیذ کھانا اور خوشبو تیار کی ہے، آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے ہم پلہ دیکھیں اور انہیں ساتھ لے کر ہمارے پاس تشریف لائیں۔“ حضرت سَیِّدنا امام عالی مقام امام حسین رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ مسجد میں گئے اور وہاں جو مساکین و سائلین تھے انہیں لے کر گھر تشریف لے گئے۔ ہمسایہ خواتین بھی آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی اہلیہ کے پاس آگئیں اور ان سے کہنے لگیں، ”خدا کی قسم تمہارے گھر تو

فضائل حسنین کریمین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا

مَسَاكِين جمع ہو گئے۔" پھر حضرت سَیِّدُنَا امام حُسَیْن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اپنی اہلیہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا، "میں تمہیں اپنے اس حق کی قسم دیتا ہوں جو میرا تجھ پر ہے کہ تم کھانا اور خُوشبو بچا کر نہیں رکھو گی۔" پھر اُنہوں نے ایسے ہی کیا۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے مساکین کو کھانا کھلایا انہیں کپڑے پہنائے اور خوشبو لگائی۔ (حسن اخلاق 62)

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: اِنَّ خَيْرَ الْبَالِ مَا وَفَى الْعَرْضُ، بہترین مال وہی ہے کہ جو کسی کی عزت و آبرو کو محفوظ کرنے کا وسیلہ بن جائے۔ (تاریخ دمشق ج ۱۴ ص ۱۸۱)

دستگیرِ ہر دو عالم کر دیا سُبُطِیْن کو
اے میں قرباں جانِ جاں انگشت کیالی ہاتھ میں
(حدائقِ بخشش)

شعر کی تشریح: مکے مدینے کے صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابہ و اہل بیت علیہم الرضوان کے سچے عاشق، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے اس شعر کا خلاصہ یہ ہے کہ "اے جانِ جاں، محبوبِ رحماں صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں آپ پر قربان جاؤں، آپ نے اپنے نواسوں حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی انگلی تو ہاتھ میں کیا لی کہ اُن کو دو جہاں کا دست گیر یعنی ہاتھ پکڑنے والا بنادیا۔"

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سَیِّدُنَا امام حسن اور سَیِّدُنَا امام حُسَیْن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی

جُود و سخاوت کے واقعات سُن کر ہمیں بھی یہ جذبہ ملا کہ ہم بھی اپنے

حلال مال میں سے جس قدر آسانی ہو سکے راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں خرچ کرتے رہا کریں۔ صدقہ دینے سے ہمارے مال میں ہر گز کمی نہیں آتی بلکہ مزید بڑھتا ہے۔ حضرت ابو کبشہ اُنُماری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے نبی مکرم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے سنا کہ تین باتیں وہ ہیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں اور (ان میں سے) ایک بات کی تمہیں خبر دیتا ہوں اسے یاد رکھو، فرمایا: کسی بندے کا مال صدقہ کرنے سے کم نہیں ہوتا۔ (ضیائے صدقات ص ۱۵۳، ملخصاً) ایک اور حدیث پاک میں ارشاد فرمایا: نماز (ایمان کی) دلیل ہے اور روزہ (گناہوں سے) ڈھال ہے اور صدقہ کوتاہیوں کو یوں مٹا دیتا ہے جیسے آگ کو پانی۔ (ضیائے صدقات ص ۱۵۲) تو معلوم ہوا راہِ خدا میں خرچ کرنے میں ہمارا ہی فائدہ ہے۔ کہ اس سے نہ صرف اجر و ثواب ملتا ہے بلکہ صدقہ ہمارے کیے ہوئے گناہوں کا کفارہ بھی بن جاتا ہے اور ہماری آخرت بھی سنور جاتی ہے۔ آپ سے بھی مدنی التجا ہے کہ اپنے صدقات، مدنی عطیات دعوتِ اسلامی کو دے کر نیکی کے کاموں کو بڑھائیے اور دونوں جہانوں کی بھلائیاں حاصل کیجئے۔ راہِ خدا میں خرچ کرنے کے فضائل و دیگر اہم معلومات حاصل کرنے کیلئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب ”فضائل صدقات“ کا مطالعہ بے حد مفید ثابت ہو گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّد

حسین کریمین اور دلجوئی:

فضائلِ حسنینِ کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے معاشرے میں جو شخصیت جس قدر بلند مرتبے کی حامل ہوتی ہے وہ عاجزی و انکساری اور ملنساری جیسی عظیم صفات سے عموماً عاری ہوتی ہے۔ مگر قربان جائیے! حضراتِ حسنینِ کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے کہ دونوں شہزادوں میں یہ صفات بھی بدرجہ اتم موجود تھیں۔ آج اگر کوئی اس فانی دنیا کے کسی منصب پر فائز ہو جائے یا اُسے کوئی بڑا عہدہ مل جائے تو اُس کے اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے کا انداز بدل جاتا ہے، وہ غریبوں مُحتاجوں سے ملنا، اُن کے دکھ سکھ میں ساتھ دینا تو دُور کی بات اُنہیں دیکھنا تک پسند نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کو حضراتِ حسنینِ کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی سیرت پر عمل کرنا چاہیے۔

حضرت سیدنا امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ایک مرتبہ تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں چند غریب لوگ کھانا کھا رہے تھے اُنہوں نے جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دیکھا تو دوڑتے ہوئے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حُضُور آئیے اور ہمارے ساتھ کھانا تناول فرمائیے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اُسی وقت اُن غُرباء کے حلقہ میں جا بیٹھے اور اُن کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ اور فرمایا کہ مجھے کھانے کی حاجت تو نہیں تھی لیکن تمہاری خوشی کی خاطر چند لقمے کھا لیتا ہوں۔

(تاریخ دمشق، ج ۱۴، ص ۱۸۱)

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت سیدنا امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا کچھ ایسے مساکین پر سے گُزر ہوا جو راستے میں بیٹھے لوگوں سے سُوال کر رہے تھے اور زمین پر بکھرے

ہوئے روٹی کے بچے کچھے ٹکڑے کھا رہے تھے، آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے انہیں سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دینے کے بعد عرض کی: اے نواسہ رسول! تشریف لائیے اور ہمارے ساتھ کھانا تناول فرمائیے! جب انہوں نے کھانے کی دعوت دی تو آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ بڑائی چاہنے والوں کو پسند نہیں فرماتا“ پھر آپ سواری سے نیچے تشریف لائے اور اُن کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ جاتے ہوئے انہیں سلام کیا اور فرمایا: میں نے تمہاری دعوت قبول کی، تم بھی میری دعوت قبول کرو۔ انہوں نے عرض کی: حُضُور! جیسے آپ فرمائیں، آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اُن سے ایک مُعَيَّن وقت طے کر لیا، جب وہ آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس آئے تو آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے انہیں عُمہ کھانا کھلایا اور خود بھی اُن کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ (احیاء العلوم، ۲/ ۲۳۲)

جس نے راہِ خدا میں کٹیا لگا جس نے سر کی ہے اَقْلیمِ صبر و رضا
جس کا مقتل بنی وادیِ کربلا اُس شہیدِ بلا شاہِ گُلگوں قُبا
بیکسِ دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام

سبحان اللہ عزوجل! قربان جانیے امام حسین رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شان پر کہ جنہوں نے راہِ خدا میں گلا کٹوایا، جنہوں نے صبر و رضا کی منزل پائی، جو وادیِ کربلا میں شہید کیے گئے، اُس امامِ عالی مقام پر لاکھوں سلام ہوں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حسنین کریمین رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شان کے قربان
کہ یہ دیکھتے ہوئے بھی کہ دعوت کرنے والے خود مُسکین و مفلوک الحال (مفلِس) ہیں

فضائل حسنین کریمین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا

اور کھانے کے بچے کچھ ٹکڑے چُن چُن کے کھا رہے ہیں، مگر اُن کی خوشی کی خاطر دونوں شہزادوں نے دعوت قبول فرمائی اور اُن کے ساتھ بیٹھ کر کھانا بھی تناول فرمایا۔ اِس سے ہمیں بھی یہ مدنی پھول ملا کہ جب بھی کسی کی دل جوئی کرنے مثلاً مُحْتَاج کی مدد کرنے، غمگساری کرنے، بیمار کی عیادت کرنے، تَعَزِیَّت کرنے، کسی کی دعوت قبول کرنے الغرض جب بھی اِس طرح کے مَوَاقِع ملیں تو اچھی اچھی نیٹوں کے ساتھ مسلمان کا دل خوش کر کے ثوابِ عظیم کا حَقْدار بننا چاہیے، اِس ضمن میں دو فرامین مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سنئے:

(1) بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں فرائض کے بعد سب سے زیادہ پسندیدہ

عمل یہ ہے کہ مسلمان کو خوش کرے۔ (المعجم الکبیر، ج ۱، ص ۵۹، حدیث ۱۱۰۷۹)

(2) جس نے میرے بعد کسی مسلمان کا دل خوش کیا اُس نے مجھے میری قبر

اُتور میں خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا، اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے دن خوشی عطا

فرمائے گا۔ "(کنز العمال، کتاب الزکوٰۃ، ج ۶، ص ۱۸۴، رقم الحدیث: ۱۶۴۰۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارا پیارا مذہب دین اسلام ہمیں مسلمان بھائی کا دل خوش

کرنے اور اُس کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اور اُس کی دل آزاری و ایذا رسانی

سے منع کرتا ہے۔ مگر شیطان لعین ہر گز نہیں چاہتا کہ ہم اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا

ہو کر جنت کے حَقْدار بنیں بلکہ وہ بد بختِ اِیذاءِ مُسْلِم جیسے حرام اور جہنم میں لے

جانے والے کاموں میں مُبْتَلَا کر دیتا ہے۔ یاد رکھئے! مسلمان مسلمان کا خیر خواہ ہوتا

ہے اگر کبھی شیطان کے بہکاوے میں آکر غلطی ہو جائے اور کسی کو ہماری طرف سے تکلیف پہنچ جائے تو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر فوراً اپنے مسلمان بھائی سے سچے دل سے معافی مانگ لینی چاہیے۔ ہر گز ہر گز سستی و شرم سے کام نہیں لینا چاہیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا میں ہماری شرم کل بروز قیامت ساری مخلوق کے سامنے شرمندگی اور رسوائی کا سبب بنے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حسین کریمین کا علم و فضل:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے چونکہ مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ نبی کریم، رُوفٌ رَّحِیْمٌ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور بابِ مَدِیْنَةِ الْعِلْمِ امیر المؤمنین حضرت سیدنا مولیٰ علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْم کی زیر نگرانی پرورش پائی، تو ان دونوں مُعَظَّم مہستیوں کے فیضانِ تربیت کی برکت سے دونوں شہزادے بھی عِلْم و فَضْل میں مُمتاز و نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ آئیے دونوں کے علمی مقام و مرتبے کے بارے میں سنتے ہیں۔ حضرت سیدنا امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ عُمر بھر احادیثِ مُبارکہ سیکھنے اور انکی اشاعت و ترویج میں کوشاں رہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے براہِ راست تاجدارِ مدینہ، سُرورِ قَلْب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے احادیثِ سننیں، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے علاوہ اپنے والد حضرت علی، بھائی امام حسین اور دیگر اکابر صحابہ سے احادیثِ روایت کیں۔ اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنی اور اپنے بھائی کی اولاد کو حُصُولِ تعلیم کے بارے میں بڑی تاکید کرتے، ایک بار ارشاد فرمایا: علم حاصل کرو! آج

فضائل حسنین کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

تو تم قوم میں سب سے چھوٹے ہو۔ لیکن کل تم ان کے بڑے بنو گے۔ اور تم میں سے جس میں یاد رکھنے کی طاقت نہ ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ لکھ لیا کرے۔ (تاریخ دمشق، ج ۱۳، ص ۲۵۹)

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے عِلْم و فَضْل کا اندازہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ان جوابات سے لگایا جاسکتا ہے جو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے امیر المؤمنین حضرت سیدنا مولیٰ علی مُشکل کُشا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْم نے پوچھے۔ آئیے ان حَضرات کی عِلْم و حکمت سے بھرپور گفتگو سے چند مدنی پھول سنتے ہیں، چنانچہ حضرت مولیٰ علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْم نے اِسْتِفسار فرمایا: میرے بیٹے بناؤ! راست رَوِی (یعنی سچائی و دیانتداری) کیا ہے؟

☆ ... عرض کی: راست رَوِی بھلائی کے ذریعے بُرائی کو دُور کرنے کا نام ہے۔

☆ ... پھر اِسْتِفسار فرمایا: عزّت و بلندی مرتبہ کس چیز میں ہے؟

☆ ... عرض کی: رِشتہ داروں اور قبیلہ والوں کے ساتھ بھلائی و تعاون کرنے میں۔

☆ ... اِسْتِفسار کیا: شَفَقَت و مہربانی کس میں ہے؟

☆ ... عرض کی: قَنَاعَت اِختیار کرنے اور کسی کو حقیر و ذلیل نہ جاننے میں۔

☆ ... اِسْتِفسار کیا: ملامت کیا ہے؟

☆ ... عرض کی: خود کو محفوظ رکھنا اور دوسرے کو ذلیل و رُسوا کرنا۔

☆ ... اِسْتِفسار فرمایا: سَخَاوت کیا ہے؟

☆ ... عرض کی: تنگدستی اور خوش حالی میں خرچ کرنا۔

☆ ... اِسْتِفسار فرمایا: بُزْدِلی کیا ہے؟

☆... عرض کی: دوست پر جُرأت مندی کا مظاہرہ کرنا اور دشمن سے بھاگنا۔

☆... استفسار فرمایا: حلم (بردباری) کیا ہے؟

☆... عرض کی: غصہ پی جانا اور نفس کو قابو میں رکھنا۔

☆... استفسار فرمایا: فقر کیا ہے؟

☆... عرض کیا: نفس کا ہر چیز کے معاملے میں خریص ہونا۔

☆... استفسار فرمایا: ذلت کس چیز میں ہے؟

☆... عرض کی: سچائی کا سامنا کرتے وقت گھبر جانے میں۔

☆... استفسار فرمایا: بُزُرگی کیا ہے؟

☆... عرض کی: نقصان کرنے والے کو کچھ عطا کرنا اور قصور وار کو مُعاف کر دینا۔

☆... استفسار فرمایا: محرومی کیا ہے؟

☆... عرض کی: حصہ ملنے پر انکار کر دینا۔

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۶۸۸، ج ۳، ص ۶۸۔ ملقطاً)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے اِن

جوابات سے ہمیں علم و حکمت کے بہت سے مدنی پھول حاصل ہوئے۔ جو جوابات سیدنا امام حسن مجتبیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دیئے ہمارے معاشرے میں اِن کے برخلاف ہو رہا ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: بھلائی کے ذریعے برائی کو دور کرنا یہ راست رَوِی ہے جبکہ ہمارا مَعْصُول ہے کہ اگر کوئی ہمارے ساتھ بُرا سلوک کرے تو ہم بھی اُس

فضائل حسنین کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

کا جواب بُرائی سے دیتے ہیں، بعض اوقات حد سے بھی تجاوز کر جاتے ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بتایا کہ عزّت و بلندی رشتہ داروں اور قبیلہ والوں کے ساتھ بھلائی و تعاون کرنے میں ہے جبکہ ہم اپنے رشتہ داروں سے قَطْع رَحْمٰی کرتے ہیں، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے فرمان کے مطابق شَفَقَت و مہربانی، قناعت اختیار کرنے اور کسی کو حقیر و ذلیل نہ سمجھنے کا نام ہے لیکن افسوس! کہ دوسرے کو ذلیل و رسوا کرنا گویا کہ ہم اپنا حق سمجھتے ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ارشاد کے مطابق سخاوت یہ ہے کہ تنگدستی اور خوش حالی دونوں حالتوں میں (مال راہِ خدا میں) خرچ کرنا، جبکہ ہم خوش حالی میں ہی راہِ خدا میں اپنا مال خرچ کر دیں تو بھی غَنیمَت ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بتایا کہ حِلْم یہ ہے کہ غصّہ کو پی جانا اور نفس کو قابو میں رکھنا، جبکہ ہم غصّے کی حالت میں نجانے کیا کیا کام کر گزرتے ہیں پھر جب غصّہ ٹھنڈا ہوتا ہے تو سوائے کچھتاوے کے کچھ ہاتھ نہیں آتا، اسی طرح اپنے نفس پر قابو پانا تو دُرِ کِنار بلکہ ہم تو خود نفس کی خواہشات کو پورا کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ نقصان کرنے والے کو کچھ عطا کرنا اور غَلَطی کرنے والے کو مُعاف کر دینا یہ بُرّ رگوں کا شیوہ ہے جبکہ ہم اس کے بالکل برخلاف کرتے ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں بھی اپنی بری عادتوں کو ختم کر کے اچھی اچھی عادتیں اپنانی چاہئیں کیونکہ فرّد سے معاشرہ بنتا ہے اگر ہم اپنی عادات و اطوار میں سُدھار پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمارا معاشرہ بھی اچھا ہو جائے گا۔

اپنے آپ کو کیسے سُدھارا جائے؟ شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رَضَوِی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمْ الْعَالِیَہ کا رسالہ "میں سدھرنا چاہتا ہوں" مکتبۃ المدینہ سے ہدیۃً حاصل کیجئے اور توجہ کے ساتھ اوّل تا آخر مطالعہ کیجئے، ان شاء اللہ عزوجل، اپنے آپ کو سُدھارنے کے حوالے سے قیمتی مدنی پھول چُسنے کو ملیں گے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔
 امین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْأَمِینِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

امام حسین کا علم:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ابھی ہم نے حضرت سَیِّدُنَا امام حَسَن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے فرامینِ مبارکہ سے علم و حکمت کے بہت سے مدنی پھول چُسنے کی سعادت حاصل کی، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے چھوٹے بھائی حضرت سَیِّدُنَا امام حَسِین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی میدانِ علم میں یگانہ روزگار (بے مثل) تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بھی شہرِ علم جنابِ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور دروازہ شہرِ علم امیرِ المؤمنین حضرت سَیِّدُنَا مَوْلیٰ عَلِی مُشَکَل کُشَا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے علم دین کا بیش بہا خزانہ پایا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی علم سے بھرپور گُفتگو ایسی دلکش ہو ا کرتی تھی کہ لوگوں کی یہ خواہش ہوتی کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ خاموش نہ بیٹھیں بلکہ علم و حکمت کے مدنی پھول لٹاتے ہی رہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے جدِ کریم، مومنوں کیلئے رُوف و رحیم، شفیعُ الْبُذُنِیْن

فضائلِ حسنینِ کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اور اپنے والدِ محترم، والدہٗ محترمہ اور امیرِ المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے احادیث سنیں اور روایت کیں۔ اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرنے میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بھائی امام حسن، آپ کے شہزادے امام زین العابدین، آپ کی صاحبزادیاں، پوتے امام باقر عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سمیت دیگر علماء و مُحَدِّثِین شامل ہیں۔

(الاصابہ، ج ۲، ص ۶۸)

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مُستقل علمی حلقہ مسجدِ نبوی رَاذَہَا اللہُ بَرَفَاءً وَتَعْظِیماً میں لگا ہوتا جس میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ لوگوں کو فقہی مسائل سے آگاہ فرماتے تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس علمی حلقے کی شہرت اتنی تھی کہ ایک بار حضرت سیدنا امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کسی نے امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مُتعلّق پوچھا، تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: مسجدِ نبوی شریف میں چلے جاؤ اور جس حلقے میں لوگ یوں مُؤَدَّب بیٹھے ہوں گویا اُن کے سروں پر پرندے ہوں تو جان لینا کہ یہی حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مَجْلَس ہے۔ (تاریخ دمشق، ج ۱۲، ص ۱۸۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مدنی قافلے میں سفر کیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں بھی اپنے اَسلافِ کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کی

زندگی پر عمل کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ علم دین حاصل کر کے دوسروں تک پہنچانا چاہیے اور حُصولِ علم دین کا کوئی بھی موقع ہر گز ہر گز ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ یاد رکھئے! اللہ تبارک و تعالیٰ جن لوگوں پر اپنی خصوصی نظر کَرَم فرماتا ہے دین کی سوجھ بوجھ بھی انہی بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ جیسا کہ

نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مَنْ یُرِدُ اللہُ بِہٖ خَیْرًا یُفْقِہْہُ فِی الدِّیْنِ یعنی جس شخص سے اللہ عَزَّوَجَلَّ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اُسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔ (بخاری، کتاب العلم باب من یرید اللہ بہ خیرا... الخ، ۱/۴۲، حدیث: ۷۱) بلاشبہ وہ لوگ تو عظیم ہیں ہی جنہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے علم کی دولت عطا فرمائی مگر وہ لوگ بھی خوش قسمت ہیں جنہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے علم سکھنے کا موقع اور جذبہ فراہم کیا اور وہ اس موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے علم دین کے حصول میں مگن رہتے ہیں۔ علم دین سکھنے کا ذوق رکھنے والوں، اس کی طلب میں گھر سے نکلنے والوں نیز اسے سیکھ کر علم دین کی روشنیاں بکھیرنے والوں کو مبارک ہو کہ ان خوش نصیبوں کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ جنت کا راستہ آسان فرمادیتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے معصوم فرشتے ان کے لئے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں اور کائنات کی ہر ہر چیز ان کی بخشش کے لئے مصروفِ دُعا ہو جاتی ہے۔ حصولِ علم کا ایک ذریعہ عاشقانِ رسول کے ساتھ مدنی قافلے میں سفر کرنا بھی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مدنی قافلوں میں سفر کی برکت سے اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ غُسل و طہارت، نماز و روزہ سے مُتَعَلِّق ضروری مسائل سکھنے کا موقع بھی ملتا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں ہر ماہ

فضائلِ حسنینِ کریمین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا

تین دن کے مدنی قافلے میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سفر کی سعادت عطا فرمائے۔

اٰمِيْن بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِيْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَی مُحَمَّد

بیان کا خلاصہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج کے بیان میں ہم نے حضرت سیدنا امام حسن

اور حضرت سیدنا امام حسین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی شان و عظمت سے متعلق سننے کی

سعادت حاصل کی۔ ان حضرات کی سیرتِ مبارکہ میں ہمارے لیے بھی تربیت کے بے

شمار مدنی پھول ہیں۔ سب سے پہلے ہم نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حسنین

کریمین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے محبت کا واقعہ اور مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الْحَنَّا کی بیان

کردہ شرحِ سنی جس سے معلوم ہوا کہ دورانِ خطبہ منبر شریف سے اٹھ کر دونوں

شہزادوں کو اٹھانے کے لیے آنا یہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خاصیت تھی آپ

کے علاوہ خطبے کے دوران کسی اور کو اس کی اجازت نہیں۔ اس کے بعد دونوں شہزادوں

کے نام و کنیت مع القاب ہم نے سماعت کیے اور ضمناً عقیقے سے متعلق یہ بھی معلوم

ہوا کہ ولادت کے ساتویں روز عقیقہ کرنا سنت اور افضل ہے۔ عقیقے سے متعلق مزید

معلومات کے لئے شیخ طریقت، امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار

قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا رسالہ ”عقیقہ کے بارے میں سوال جواب“ مکتبۃ المدینہ سے ہدیہ حاصل کرنے کی نیت فرمالیجے۔ اس کے بعد ہم نے دونوں شہزادوں کی عَظَمَت پر چند احادیثِ مبارکہ سن کر ان کے بلند و بالا مقام کو جانا اور حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اُن سے مَحَبَّت بھرا انداز بھی ملاحظہ فرمایا۔ ہمیں بھی حضراتِ حسنین کریمین، جمعِ اہل بیت اطہار سمیت جملہ صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ سے نہ صرف خود مَحَبَّت کرنی چاہیے بلکہ اپنی اولاد کو بھی اُن کی مَحَبَّت اور سیرت پر چلتے ہوئے زندگی گزارنے کی تعلیم دینی چاہیے۔ اس کے بعد ہم نے یہ بھی سنا کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بچپن میں تَرْبِیَّت فرماتے ہوئے حضرت سَیِّدُنا امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ارشاد فرمایا کہ صَدَقَہ ہمارے لیے حلال نہیں، اس سے ہمیں بھی یہ درس ملا کہ اولاد کی تَرْبِیَّت کے لیے ضروری نہیں کہ جب وہ خوب سمجھ دار ہو جائے اور ہمارے ہاتھوں سے نکل کر معاشرے کی برائیوں میں مبتلا ہو جائے تو تب ہم اُس کی اصلاح کی کوشش کریں۔ بعض اوقات بچہ سمجھ کر اُس کی غلط باتوں کو بھی نظر انداز کر دیا جاتا ہے جو بعد میں اُس کی عادت بن جاتی ہے اور والدین کی پریشانی کا سبب بنتی ہے لہذا والدین کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو ابتدائی عمر ہی سے اچھے بُرے، حلال و حرام کی تمیز سکھائیں۔

دورانِ بیان ہم نے حسنین کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی شانِ سخاوت سے متعلق واقعات بھی سنے کہ دونوں شہزادے کس قدر سخی تھے کہ غریبوں اور ناداروں کی دل کھول کر

فضائل حسنین کریمین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا

مدد فرمایا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ دونوں شہزادوں کی مبارک زندگی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس قدر بلند مرتبہ پر فائز ہونے کے باوجود لوگوں کا دل خوش کرنے کی خاطر انتہائی خستہ حال لوگوں کی دعوت قبول فرما کر ان کے ساتھ کھانا بھی تناول فرماتے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ صرف امیروں کی ہی دعوتوں میں شریک ہونے کے بجائے غریب و خستہ حال مسلمان بھائیوں کی حوصلہ افزائی اور دل جوئی کی خاطر کھلے دل سے ان کی بھی دعوت قبول کریں۔ اس کے بعد میں نے آپ کے سامنے حسنین کریمین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کا علمی مقام بھی بیان کیا کہ دونوں مبارک شہزادے علم کے موجیں مارتے ایسے سمندر تھے کہ جس کا کوئی کنارہ نہ تھا اور کثیر لوگ ان حضرات سے استفادہ کرتے تھے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی ان کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اَمِيْنُ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

جس کو جھولا فرشتے جھلاتے رہے لوریاں دے کے نوری سُلاتے رہے

جس کو کندھوں پہ آقا بٹھاتے رہے جس پہ سفاک خنجر چلاتے رہے

اُس شہیدوں کے افسر پہ لاکھوں سلام

اُس حسین ابنِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جو جوانانِ جنت کا سردار ہے جس کا نانا دو عالم کا سردار ہے

جو سرِ پائے محبوبِ غفار ہے جس کا سرِ دشت میں زیرِ تلوار ہے

اُس صداقت کے پیکر پہ لاکھوں سلام
اُس حسین ابنِ حیدر پہ لاکھوں سلام

بارہ مدنی کام کیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم بھی اُن حضرات کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے علمِ دین حاصل کرنا، نیکیاں کرنا، گناہوں سے بچنا، فکرِ آخرت کے لیے گڑھنا، خوفِ خدا و عشقِ مصطفیٰ میں زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو کر نیکی کے کاموں میں ترقی کے لیے ذیلی حلقے کے 12 مدنی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ ذیلی حلقے کے 12 مدنی کاموں میں سے ہفتہ وار ایک مدنی کام "علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت" بھی ہے۔ اور نیکی کی دعوت دینا تو ایسا اہم فریضہ ہے کہ تمام ہی انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور خود سیدُ الانبیاء، محبوبِ خدا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بھی اسی مقصد کیلئے دنیا میں بھیجا گیا، انہوں نے مختلف مشکلات و تکالیف برداشت کرنے کے بعد اَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَرِ کے اس عظیم فریضے کو بَحْسَن و خوبی سرانجام دیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول ہمیں بھی اسی عظیم مقصد کو پورا کرنے کیلئے ہر ہفتے "علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت" میں شرکت کرنے کی ترغیب دلاتا ہے آپ بھی وقت نکال کر اس عظیم مدنی کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجئے۔ آئیے اس ضمن میں ایک مدنی بہار سنتے ہیں۔

ویران مسجد کیسے آباد ہوئی؟

روحان مزاری (ضلع راجن پور، پنجاب، پاکستان) کے اسلامی بھائی کے تحریری بیان کا خلاصہ ہے: کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے کہ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ کچھ اسلامی بھائی کوٹ مٹھن سے ہمارے علاقے میں نیکی کی دعوت عام کرنے کے لئے تشریف لائے۔ علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت کے دوران اُن کا گزر ہمارے محلہ شیخاں سے ہوا۔ یہاں اُن کی نظر ایک ایسی مسجد پر پڑی جس پر تالے پڑے ہوئے تھے۔ وہ عاشقانِ رسول امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی کُڑھن ”مسجد آباد کرو“ اور آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے فرمان ”مسجد بھرو تحریک جاری رہے گی“ کے شیدائی تھے لہذا اہل محلہ کے ساتھ مل کر ہاتھوں ہاتھ اس کے تالے توڑے، اس کی صفائی ستھرائی کا اہتمام کیا اور لوگوں کو نماز پڑھنے اور مسجد آباد رکھنے کا ذہن دے کر وہاں سے تشریف لے گئے۔ اُن اسلامی بھائیوں کی دین سے محبت اور نماز سے اُلفت کے سبب مسجد کی رونقیں بحال ہو گئیں مگر افسوس! یہ رونقیں دیرپا ثابت نہ ہو سکیں۔ رفتہ رفتہ نمازی کم ہوتے گئے اور مسجد میں پھر سے ویرانی کے بادل منڈلانے لگے۔ دین کا درد رکھنے والے اسلامی بھائیوں کی جانب سے ایک مرتبہ پھر اس کی رعنائیوں کو بحال کرنے کی کوشش کی گئی مگر وہ بھی کارآمد ثابت نہ ہو سکی۔

تیسری مرتبہ کوٹ مٹھن سے پھر اسلامی بھائیوں کا ایک مدنی قافلہ اسی محلہ میں تشریف لایا اور ان کی نگاہوں میں بھی مسجد کا یہ دل خراش منظر آیا۔ اُن نیک سیرت

اسلامی بھائیوں سے مسجد کی ویرانی کا یہ دل سوز منظر دیکھا نہ گیا۔ بے ساختہ اُن کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے۔ اُنہوں نے اس کی رونقوں کو بحال کرنے کا عزم بالجزم کیا اور وہاں دل و جان کے ساتھ مدنی کام کا آغاز کر دیا۔ نیکی کی دعوت کے ذریعے اُن عاشقانِ رسول نے لوگوں کو نماز کی اہمیت اور مسجد آباد کرنے کی فضیلت سے آگاہ کیا اور علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت کے ذریعے لوگوں کو مسجد میں لانے، درسِ فیضانِ سنت میں شرکت کروانے کا سلسلہ شروع کیا۔ اُن اسلامی بھائیوں کے اخلاص کی بدولت مسجد نمازیوں سے آباد ہونے لگی۔ مسجد میں فیضانِ سنت کا درس ہونے لگا۔ مدرسۃ المدینہ بالغان کے قیام کے ذریعے دُرست مخارج کے ساتھ قرآن شریف پڑھانے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ الْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ نمازیوں کی تعداد بڑھتی چلی گئی اور پھر وہ دن بھی آیا کہ جس مسجد میں پانچ وقت دور کی بات ایک وقت کی بھی نماز نہ ہوتی تھی آج اس میں جمعہ کی نماز ہونے لگی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کو عروج عطا فرمائے اور بانی دعوتِ اسلامی کا سایہ تادیر قائم فرمائے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے سنت کی فضیلت اور چند سنتیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔
 تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مصطفیٰ جانِ رحمت، شمعِ بزمِ ہدایت، نوحۂ بزمِ جنت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: جس نے میری سنت سے محبت کی

اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا

-(ابنِ عساکر ج ۹ ص ۳۴۳)

سینہ تری سنت کا مدینہ بنے آقا

جنت میں پڑوسی مجھے تم اپنا بنانا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

”قبر کی زیارت سنت ہے“ کے سولہ حُرُوف کی نسبت سے قبرستان کی

حاضری کے 16 مدنی پھول:

* نبی کریم، رءُوفٌ رَّحِیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظیم ہے: میں

نے تمہیں زیارتِ قُبُور سے منع کیا تھا، لیکن اب تم قبروں کی زیارت کرو کیونکہ یہ دُنیا

میں بے رغبتی کا سبب اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔ (ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۵۲ حدیث ۱۵۷۱)

* قُبُورِ مسلمین کی زیارت سنت اور مزاراتِ اولیاءِ کرام و شہداء عِظَام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کی

حاضری سعادت بر سعادت اور انہیں ایصالِ ثواب مَنَدُوب (یعنی پسندیدہ) و ثواب۔

(فتاویٰ رضویہ مخرّج ج ۹ ص ۵۳۲) * (ولی اللہ کے مزار شریف یا) کسی بھی مسلمان کی قبر کی

زیارت کو جانا چاہے تو مُسْتَحَب یہ ہے کہ پہلے اپنے مکان پر (غیر مکروہ وقت میں)

دو رکعت نفل پڑھے، ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی اور تین بار

سورۃ الاخلاص پڑھے اور اس نماز کا ثواب صاحبِ قبر کو پہنچائے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس فوت

شدہ بندے کی قبر میں نور پیدا کرے گا اور اس (ثواب پہنچانے والے) شخص کو بہت زیادہ
 ثواب عطا فرمائے گا۔ (عالمگیری ج ۵ ص ۳۵۰) * مزار شریف یا قبر کی زیارت کیلئے جاتے
 ہوئے راستے میں فضول باتوں میں مشغول نہ ہو۔ (ایضاً) * قبر کو بوسہ نہ دیں، نہ قبر پر
 ہاتھ لگائیں۔ (فتاویٰ رضویہ مخرج ج ۹ ص ۵۲۲، ۵۲۶) بلکہ قبر سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہو
 جائیں۔ * قبر کو سجدہ تعظیمی کرنا حرام ہے اور اگر عبادت کی نیت ہو تو کفر ہے۔ (ماخوذ از
 فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۴۲۳) * قبرستان میں اُس عام راستے سے جائے، جہاں ماضی میں کبھی
 بھی مسلمانوں کی قبریں نہ تھیں، جو راستہ نیا بنا ہو اُس پر نہ چلے ”رُذُ الْمُحْتَار“ میں ہے:
 (قبرستان میں قبریں پاٹ کر) جو نیا راستہ نکالا گیا ہو اُس پر چلنا حرام ہے۔ (رُذُ الْمُحْتَار ج ۱
 ص ۶۱۲) بلکہ نئے راستے کا صرف گمان ہو تب بھی اُس پر چلنا ناجائز و گناہ ہے۔
 (ذُرِّ مُخْتَار ج ۳ ص ۱۸۳) * کئی مزاراتِ اولیاء پر دیکھا گیا ہے کہ زائرین کی سہولت کی خاطر
 مسلمانوں کی قبریں مسمار (یعنی توڑ پھوڑ) کر کے فرش بنادیا جاتا ہے، ایسے فرش پر لیٹنا،
 چلنا، کھڑا ہونا، تلاوت اور ذکر و اذکار کیلئے بیٹھنا وغیرہ حرام ہے، دُور ہی سے فاتحہ پڑھ
 لیجئے۔ * زیارتِ قبر میت کے مُوَاجَہَہ میں (یعنی چہرے کے سامنے) کھڑے ہو کر ہو اور
 اس (یعنی قبر والے) کی پابنتی (پا۔ اِن۔ تی یعنی قدموں) کی طرف سے جائے کہ اس کی نگاہ
 کے سامنے ہو، سرہانے سے نہ آئے کہ اُسے سر اٹھا کر دیکھنا پڑے۔ (فتاویٰ رضویہ مخرج ج
 ۹ ص ۵۳۲) * قبرستان میں اس طرح کھڑے ہوں کہ قبلے کی طرف پیٹھ اور قبر والوں
 کے چہروں کی طرف منہ ہو اس کے بعد کہئے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَهْلَ الْقُبُورِ یَغْفِرُ اللّٰهُ

فضائل حسنین کریمین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا

لَنَا وَلَكُمْ أَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ بِالْآخِرِ۔ ترجمہ: اے قبر والو! تم پر سلام ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے، تم ہم سے پہلے آگئے اور ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں۔ (عالمگیری ج ۵ ص ۳۵۰)* جو قبرستان میں داخل ہو کر یہ کہے: اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْجَسَادِ الْبَالِيَةِ وَالْعِظَامِ النَّخِرَةِ الَّتِي خَرَجَتْ مِنَ الدُّنْيَا وَهِيَ بِكَ مُؤَمَّنَةٌ اَدْخِلْ عَلَيْهَا رَوْحًا مِّنْ عِنْدِكَ وَسَلَامًا مِّمَّنِي ترجمہ: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! (اے) گل جانے والے جسموں اور بوسیدہ ہڈیوں کے رب! جو دنیا سے ایمان کی حالت میں رخصت ہوئے تو ان پر اپنی رحمت اور میرا سلام پہنچا دے۔ تو حضرت سیدنا آدم عَلَي نَبِيِّنَا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام سے لے کر اس وقت تک جتنے مومن فوت ہوئے سب اُس (یعنی دُعا پڑھنے والے) کے لیے دعائے مغفرت کریں گے۔ (مُصَنَّف ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، ج ۸ ص ۲۵۷)* شَفِيعِ مَجْرَمَانِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ شفاعت نشان ہے: جو شخص قبرستان میں داخل ہوا پھر اُس نے سُورَةُ الْفَاتِحَةِ، سُورَةُ الْاِخْلَاصِ اور سُورَةُ الشَّكَاثِرِ پڑھی پھر یہ دُعا مانگی: يَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ! میں نے جو کچھ قرآن پڑھا اُس کا ثواب اِس قبرستان کے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو پہنچا۔ تو وہ تمام مومن قیامت کے روز اس (یعنی ایصالِ ثواب کرنے والے) کے سفارشی ہونگے۔ (شَرْحُ الْمُذْوَر ص ۳۱۱)* حدیثِ پاک میں ہے: ”جو گیارہ بار سُورَةُ الْاِخْلَاصِ یعنی قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (مکمل سورۃ) پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو پہنچائے، تو مردوں کی گنتی کے برابر اسے (یعنی ایصالِ ثواب کرنے والے کو) ثواب ملے

گا۔“ (ذِرِّخْتَار ج ۳ ص ۱۸۳) *قبر کے اوپر "اگر بتی" نہ جلائی جائے اس میں سُوئے ادب (یعنی بے ادبی) اور بد فالی ہے۔ (اور اس سے میت کو تکلیف ہوتی ہے) ہاں اگر (حاضرین کو) خوشبو پہنچانے کے لیے (گانا چاہیں تو) قبر کے پاس خالی جگہ ہو وہاں لگائیں کہ خوشبو پہنچانا مَحْبُوب (یعنی پسندیدہ) ہے۔ (مُلَخَّصُ از فتاویٰ رضویہ مَحْرَج ج ۹ ص ۵۲۵، ۳۸۲) *اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اَیْک اور جگہ فرماتے ہیں: صحیح مسلم شریف میں حضرت عَمْرُو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی، انہوں نے دم مرگ (یعنی بوقتِ وفات) اپنے فرزند سے فرمایا: ”جب میں مر جاؤں تو میرے ساتھ نہ کوئی نوحہ کرنے والی جائے نہ آگ جائے“ (مسلم ص ۷۵ حدیث ۱۹۲) *قبر پر چراغ یا موم بتی وغیرہ نہ رکھے کہ یہ آگ ہے، اور قبر پر آگ رکھنے سے میت کو اَذِیَّت (یعنی تکلیف) ہوتی ہے، ہاں رات میں راہ چلنے والوں کے لیے روشنی مقصود ہو، تو قبر کی ایک جانب خالی زمین پر موم بتی یا چراغ رکھ سکتے ہیں۔

ہزاروں سنٹیں سیکھنے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ دو کتب (۱) 312 صفحات پر مشتمل کتاب ”بہارِ شریعت“ حصہ 16 اور (۲) 120 صفحات کی کتاب ”سننیں اور آداب“ ہدیۃ حاصل کیجئے اور پڑھئے۔ سننوں کی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سننوں بھر سفر بھی ہے۔

گر مدینے کا غم چاہیے چشمِ نم لینے یہ نعمتیں قافلے میں چلو
رب کے در پر جھکیں التجائیں کریں بابِ رحمت کھلیں قافلے میں چلو
دل کی کالک دھلے درِ عصیاں ٹلے آؤ سب چل پڑیں قافلے میں چلو